پیارے ہیں ہم سب تیرے گناہ گار ہوں کیسے
خطا معاف تُو کرتا ہے تو خطا کار ہوں کیسے
روشن میرے سینے میں ہے اک طُور کی تجلی
چہرے پہ میرے ظاہر نہ انوار ہوں کیسے
رحمت کا تیری دنیا میں کون رکھے حساب
جلوے ہیں تیرے اتنے کہ شمار ہوں کیسے
کس بات کا گماں کروں اک خاک مری ذات
قدرت میں تیری پلتے ہیں معیار ہوں کیسے
سوچ کہ وہ قدرت کیا دکھاتی ہے کمالات
طُوفاں میں گھری کشتیاں بھی پار ہوں کیسے
ہر چند کہ ہر وقت ڈوبا ہوں حمد میں
یہ لفظ میرے عشق کا اظہار ہوں کیسے
ہے خاک میرے منہ میں جو شکوہ کروں کوئی
شکوے جہاں ہوتے ہیں وہ پیار ہوں کیسے
ہے پاک تیری ذات اے معبود و الٰہی
دنیا میں کسی طرح تیرے دیدار ہوں کیسے
ہر وقت ہی اٹھتی ہیں ہر سُو تکبیریں
بیاں عظمتیں سب تیری اک بار ہوں کیسے

خدا نے دنیا کو ایسا سجایا بھی نہ تھا
اس جیسا کوئی جہاں میں آیا بھی نہ تھا
اس کے آنے سے اندھیرے مٹتے نہ کیسے
وہ اک نُور تھا جس کا سایہ بھی نہ تھا

مٹ گیا ہے ہر نشاں میرا
تم ڈھونڈتے ہو آشیاں میرا
کسی غم کو جو دباتا ہوں کبھی
جی اٹھتا ہے درد نہاں میرا
میرے دل کی کہانی نہ سن سکا
لوگ کہتے ہیں جسے رازداں میرا
کہتے ہیں میرے غم کے شریک
یہ غم ہے تیرا ہے کہاں میرا
چار دن زندگی سے جو جینے کو مانگے
کبھی ہوا نہ رکا دل رواں میرا
کسی ملاح کی ٹوٹی ناؤ ہو جیسے
دل شکستہ ہے جذبہ جواں میرا
مبتلا عشق میں ہوں فرد واحد کے
طعنہ رقیب کا ہے ایماں میرا

ایآز لکھی ہے جس نے تقدیر اپنی
اللہ ہے اب کہ نگہباں میرا
ا

اس گلی میں اگر اپنا جانا ہو جائے
تو ہم سے بھی شناسا زمانہ ہو جائے
فرصت نکال کر کبھی میری بزم میں آبیٹھ
تقدیر میری بدلنے کا بہانہ ہو جائے
دیوانگی ہے ایسی کہ پینا چھوڑوں کیسے
جو آنکھ میں تیری دیکھوں پیمانہ ہو جائے
چشم یار نے لوٹی تیری رات کی نیند
عجب نہیں تُو خود سے بیگانہ ہو جائے
لوٹ آئیں پھر سے سب روٹھی بہاریں
پھر سے اگر آپ کا شرمانہ ہو جائے
ٹوٹے ہوئے شکستہ آئینے کی طرح
دل پھینک دوں اگر یہ پرانا ہو جائے

محبت جرم ہے تیرا اے مجرم محبت
تجھے کس نے کہا تھا دیوانہ ہو جائے
غزل کہتے نہیں ایاز اس ڈر سے کہیں
عمر کا رونا اک افسانہ ہو جائے

ہوائیں ہی سکھا جاتی ہیں مجھے
بدلتے موسم دکھا جاتی ہیں مجھے
خود بھی نہ پا سکیں جو منزل
طعنہ آوارگی کا سنا جاتی ہیں مجھے
زندگی چلتے چلتے رک جاتی ہے
یادیں ماضی کی آ جاتی ہیں مجھے
دوستوں کو یہ سوچنا پڑے گا
عداوتیں راس آ جاتی ہیں مجھے
کسی غم کی تو آج ہمت نہیں
چند خوشیاں ہی رلا جاتی ہیں مجھے
جلنے لگتا ہوں کسی شمع کے سنگ
ہوائیں کیوں بجھا جاتی ہیں مجھے
جن آنکھوں میں بھیگ سکا نہ کاجل
کن گہرائیوں میں بہا جاتی ہیں مجھے
دیکھا ہے جنوں کی نیند میں اکثر
ہوائیں وقت کی ہمیشہ جگا جاتی ہیں مجھے
حسیں لبوں کی نزدیکی سے گریزاں ہیں ایاز
گرمیاں ان سانسوں کی پگھلا جاتی ہیں مجھے

بھید ان کے جو کچھ ہم پہ عیاں ہوئے
سو ہم بھی اب اہل زباں ہوئے
اشعار سے بنے ہیں دکھائی دیتے
ہم سمجھتے تھے لفظ رائیگاں ہوئے
آنسوؤں ہی سے ملی معرفت ہمیں
آنسو ہی جی کا زیاں ہوئے
برسوں سے بہتر ہے چار روز زندگی

جانا تب جب تیرے مہماں ہوئے
تلواروں سے الجھنا ہے زندگی جن کی
بول زباں کے ان پر گراں ہوئے
تھم سے گئے تھے اشک یہ میرے
ذکر سے تیرے اب رواں ہوئے
خوشیوں نے کبھی نہ ساتھ نبھایا
غم ہیں جو اکثر مہرباں ہوئے
مولا اتنی کم ہے کسی انساں کی پرکھ
کتاب غم میں ہم داستاں ہوئے
درد سے جتنا بچے ہیں بے کس ایاز
درد اتنے ہی میرے جواں ہوئے

اس سادگی میں تغیر کا سبب کیا ہے
سخن بے ادب ہے تو ادب کیا ہے
ہماری بات بھی تو نہ پہنچی ان تک
پھر بھی خفا ہیں یہ غضب کیا ہے
چاند بھی دکھاتا ہے سب داغ اپنے
جو ہم نے دکھائے تو عجب کیا ہے
مسرور ہوتے ہیں جو خوشی کے نشے میں
نہ جانتے ہیں دل کا کرب کیا ہے
شناسا ہیں ان کی خصلت سے پھر بھی
سوچتے ہیں کہ موجب حرب کیا ہے
ہم نے دکھائی ہے محبت دنیا بھر سے
ہم بھی کہتے ہیں عرب و عجم کیا ہے
ہنسے وہ میرے دل پہ اور کہا ایاز
تیرے دل کے رونے کا سبب کیا ہے

عجب یہ دل گلی ہے لفظوں میں
ہلچل سی مچی ہے لفظوں میں
دل کی حالت کا بیاں کروں

آگ سی لگی ہے لفظوں میں
بات کو جان لے اب تو دوست
بات یہ کہی ہے لفظوں میں
دکھاتی ہے راہ دنیا کو
خوبی یہ اچھی ہے لفظوں میں
کہانی یہ بیاں اب سر بزم ہو
کب سے رہی ہے لفظوں میں
زندگی کے معنوں کو ڈھونڈنے میں
مایوسی ہی رہی ہے لفظوں میں
دنیا کی اس بھیڑ میں دیکھو
ایاؔز کہاں وہیں ہے لفظوں میں

پیار کا ہر قصہ ہر کہانی بھول گئے
یاد تھے جو بھی زبانی بھول گئے
یاد نہیں درد بھری کوئی شام ہجر
وصل کی ہر شب سہانی بھول گئے
ہنسے ہیں ہم پہ آج جواں دل
اے دل ہم جوانی بھول گئے
آج ایسے خاموش ہیں کہ پل بھر
ہم لفظوں کی تیری روانی بھول گئے
جب لوٹ کے آئے پھر شہر میں اپنے
ہم اپنے ہی گھر کی نشانی بھول گئے
جب سے بیٹھتے ہیں صاحب خرد کے ساتھ
ہم نے دیکھا ہے آپ نادانی بھول گئے
بند ہونٹوں کو انکار سمجھا انھوں نے
افسوس کہ نیت آزمانی بھول گئے
لکھنے بیٹھے تھے مگر ہوا افسوس ایاؔز
درد دل کی ہم کہانی بھول گئے

جھونکے کیوں یہ گرم سے آتے ہیں
شائد خط میرے وہ جلاتے ہیں
نالاں نہیں ہوں ان سے فقط اتنا
بزم غیر میں ہم کو بلاتے ہیں
جب پانی سر سے گزرنے لگے
پھر تنکے بھی دام بڑھاتے ہیں
صرف اپنائی ہے ہم نے روش تیری
کیوں ہم ہی سے کھنچے جاتے ہیں
شب تنہائی میں رات کے پرندے
اکثر سونے پر مجھے اکساتے ہیں
تم نے دیکھی نہ ابھی تک گہرائی محبت
زخم دل کے ابھی ہم دکھاتے ہیں
روتا ہے حشر محبت پہ ہر اک شاعر
روتے ہیں جو اشعار یہ گاتے ہیں
یاد رہتے ہیں ایاؔز داغ محبت
دن گزرتے تھے اور گزر جاتے ہیں

یہ جو بکھری پڑی ہے داستاں میری
سمجھے گا کون مگر زباں میری
جو آساں ہوتا تو جان جاتے
جو آساں ہوتی داستاں میری
سلگتے ہیں داغ تو برستا ہے پانی
لاج رکھ لیتا ہے آسماں میری
ہم روز ہی آتے ہیں بزم میں تیری
بات شروع ہوتی ہے مگر کہاں میری
بے رخی بھی تیری گوارہ کرتی
سو روگ پالے ہوئے ہے جاں میری
مئے خانے سے تو کچھ عداوت نہیں مجھ کو
روکتا ہے راہ مگر ایماں میری
تم جو چاہو تو کاٹو سر کو میرے
ضروری تو نہیں ہے ہاں میری

راہوں میں محبت کی تنہا نہیں ایآز
جیتے ہیں کئی طرز پہ انساں میری

خوشی اور مسرت کا اک شعر نہ ملے گا
تسکین و فرحت کا اک شعر نہ ملے گا
ہم دل کے جلوں نے اٹھائی ہے قسم
رنگینی و نزاکت کا اک شعر نہ ملے گا
آج کے شاعر کل قبر پہ تیری
پڑھنے کو تربت کا اک شعر نہ ملے گا
جو ہم میں تم میں جدائی ہے تو پھر
وصال و قربت کا اک شعر نہ ملے گا
یوں رسم دنیا پروان چڑھی کہ اب
یہاں پر شرافت کا اک شعر نہ ملے گا
پرائی نگاہ سے دیکھو دیوان ایآز میں
عشق و محبت کا اک شعر نہ ملے گا

تم نے کوئی بات چھپائی ہو گی
ہم بولیں گے تو پھر رسوائی ہو گی
ہم اگر تم کو شناسا کہیں
اک الگ سی یہ شناسائی ہو گی
تیرا در پہ آنا اور لوٹ جانا
سوچا اس میں بھی کوئی بھلائی ہو گی
باطل کو جب کوئی حق کہے گا
تو حق اور باطل کی لڑائی ہو گی
شیوہ بادشاہوں کا اور کیا ہو گا
محبوب کے در کی گدائی ہو گی
لفظ محبت کے وجود کو کریدو گے کتنا
جتنا ڈھونڈو گے وہاں اتنی گہرائی ہوگی
کہو چلے جائیں دنیا کے اس پار ہم
اس سے بڑھ کے اور کیا جدائی ہو گی

فضا نمدیدہ ہے اتنی تو حیراں ہو کیونکر
گھر سے ایآز کے ہو کر آئی ہو گی

گلشن میں گلوں کا کوئی سہارا نہ رہا
دل اشک بہاتا تھا بے چارا نہ رہا
اتنا پیار کیا تجھ سے کہ جان وفا
دنیا میں کوئی تجھ سا پیارا نہ رہا
ختم ہو یہ زمانہ انقلاب اب کے
اس شوخ لباس کے تن پہ شرارہ نہ رہا
دل دھڑکا ہے بعد مدت کے
لگتا ہے اب یہ ہمارا نہ رہا
کوچ ہے اپنا اب مئے کدے کی جانب
کہ مئے بن اب اپنا گزارہ نہ رہا
آج بستی کا چاند بھی ماند ہے کیونکہ
جس کے دم سے چمکتا تھا ستارہ نہ رہا
چلو عہد وفا باندھیں کہ لوگ کہتے ہیں
ایآز کو محبت کا یارا نہ رہا

دکھی دلوں کے سکوں کا مقام ہوں
شاعر وقت ہوں قابل احترام ہوں
شعروں میں میرے ہیشگی ہے میری
جب تک سخن ہے تب تک دوام ہوں
انسانیت کی پرکھ ہے کچھ مجھ میں
خدا کے نظاموں میں اک نظام ہوں
زمانے کی سچائیوں کا مارا ہوا
سچائی کا متلاشی سچائی کا غلام ہوں
لفظوں نے لکھ دیا ہے وجود میرا
خاموشیوں کی مانند کرتا کلام ہوں
میرے چاند اور سورج ہیں جس کے حوالے
وہ کہے تو سویرا کہے تو شام ہوں

تلوار سے ہر بار چیر دیں وہ مجھ کو
کیا کروں میں انکی بے کس نیام ہوں
لوگ کہنے لگے ہیں ایآز اب مجھے
گمنامیوں سے آیا اک نام ہوں

نوید سحر سی خبر لایا کوئی
کوئے یار سے شائد آیا کوئی
یاد ہے تیرا ملامت کرنا
بعد اس کے نہ مسکرایا کوئی
سرخ آسماں کو دیکھا تو یاد آیا
کسی یاد کا بہت ہے ستایا کوئی
میری پیاس رہی صبر کا امتحاں
ایک قطرہ نہ خدا نے برسایا کوئی
آج چلا ہے پھر کوئی اس دنیا سے
پھر شجر نے ہے پتہ گرایا کوئی
یاد کروں جو ان آنکھوں کی چمک
ستارہ سا دل میں جگمایا کوئی
آبادیاں بھی دیکھو ویرانیاں ہیں
دل ایآز میں ہے شہر بسایا کوئی

دیوانہ کوئی چند روز سے سر عام آ گیا
کوئی نام دو اسکو کہ بے نام آ گیا
سینے پہ چند حرف میرے نام کے گاڑ کے
کہتا ہے عشق والوں میں میرا نام آ گیا
آیا ہے اجڑا ہوا طرز کچھ یوں
جیسے ساقی کا ٹوٹا ہوا جام آ گیا
دیکھ کر اس کو جو خود کو دیکھا
یاد درد گذشتہ تمام آ گیا
مدت بعد رخ ہے روبرو مئے خانہ

اچھا ہوا ساقی کا پیغام آ گیا
چیر دیتی ہے اب بھی اک نگاہ دل کو
کیسے کہہ دوں کہ دل کو آرام آ گیا
مٹ سکتا ہی نہیں کسی طرح سے
دل ایاؔز پر گر کوئی نام آ گیا

مئے کو کوئی کمال نہ کرتے دیکھا
فقط درد دل کو بڑھتے دیکھا
جب عروج پہ پہنچی کمائیاں اکثر
تو سکوں کا سوال کرتے دیکھا
پل بھر کو صبح کیوں شام ہو گئی
اک کاجل ہی تیرا بکھرتے دیکھا
باقی رہے نہ دل میں کچھ ارماں
کئی ارمانوں کو سُولی چڑھتے دیکھا
زمانہ کیا بدلے گا انسان کی قسمت
انسان کو زمانہ بدلتے دیکھا
قدر وہ جانے کسی آشیاں کی
گھر اپنا بھی جس نے جلتے دیکھا
نہ جانے دل میں کیا خیال آیا
جب شام کا سورج ڈھلتے دیکھا
کیسے بتاؤں ایاؔز کہ ان کی بدگمانی ہے
یہ سچ ہے انہوں نے مجھے ہنستے دیکھا

جب ہر لب پہ آ جائے گی داستاں میری
لہو کتنوں کو رلا جائے گی داستاں میری
ہوں گے جب وہ محفل میں جلوہ نما
بزم کو اور گرما جائے گی داستاں میری
اسی غم سے رکھے ہیں پوشیدہ اپنے افکار
کہ قلم کو رلا جائے گی داستاں میری

دنیا گائے گی میرے غم کا ترانہ
رقیبوں کو ستا جائے گی داستاں میری
کسی پر سوز آواز کا سوز بن کے
کسی تار پہ لہرا جائے گی داستاں میری
اس دکھانے والے کی عنائتوں سے ایآز
راستہ کتنوں کو دکھا جائے گی داستاں میری

شرمندگی سے نہ ان کی گردن کہیں خم ہو
ہم کہتے ہیں کہ ان شکائیت ذرا کم ہو
ابتدائے عشق کی خواہشیں بھلی محسوس ہوتی ہیں
تم نہیں آپ ہو میں نہیں ہم ہو
پوچھ لوں گر تجھ سے تیری ذات کے معنی
مر جاؤ گے گر کسی بات کا زعم ہو
کسی کام نہ آئیں گی رقیبوں کی سازش
دب جاتا ہے گرداب جو بادباں میں دم ہو
جب جلنا ہی مقدر ہو چکا تو پھر
ان کے دل جلانے کا ہمیں کیوں غم ہو
دل دیکھتا ہے یار کو اس روپ میں
شریک زخم ہو اور شریک مرہم ہو
اپنی ستم گری کی خُو پہ اتراتے ہوئے ایآز
وہ ہنس دیتے ہیں کبھی آنکھ جو میری نم ہو

نظیر اس کی ملے کہاں کوئی اسکا نظیر ہو
لا محالہ نہ کرے جنبش جو زلف کا اسیر ہو
نامکمل ہے ابھی تصویر ادائے جاناں کی
رنگ ناپید ہے جو کہ نظروں کا تیر ہو
صنم پرستوں پر تو ہوئیں ہر جا ظلمتیں نازل
مئے کدہ ہو کہ سینا فاراں ہو کہ شعیر ہو
کوئی ایسا جو ہٹائے بے حسی کے پردے

کوئی ایسا ہو جو صدائے ضمیر ہو
یہی وقت دعا ہے جو کھڑا ہے تیرے در پہ
ممکن ہے نہ لوٹ کے آئے خدار فقیر ہو
بھیجا ہے ان کو میں جذبہ وفا کا موتی
آنسو میرا تیری نظر میں ممکن ہے حقیر ہو
پہنچنا ہے فلک کے اس پار اے راہبر
خواب ادھورے ہیں میرے کاش کہ تعبیر ہو
کھنچے چلے آؤ گے در ایآز پر تم
وصل ہمارا منظور گر کاتب تقدیر ہو

جب بھی ہوتی ہے بس آہ و فغاں ہوتی ہے
دل میں جو کچھ کہنے کی حسرت جواں ہوتی ہے
بھری بزم میں تیری رسوائی گوارہ نہیں مجھ کو
کہتا تو نہیں ہوں لیکن کہنے کو زباں ہوتی ہے
بستر مرگ پہ میرے اوڑھا ہے مسکراہٹ کا نقاب
تیری افسردگی تیرے آنے سے بیاں ہوتی ہے
وقت رخصت دل و جگر کا ٹکڑے ساتھ بھیجو
ان کی چیز ہے بہلنے کا ساماں ہوتی ہے
ہو نہ ہو لوگ تو سمجھے گے اسے جادو کا اثر
اک تصویر سی تیرے پہلو سے عیاں ہوتی ہے
یوں کسی گور شکستہ کو ٹھوکروں سے نہ مٹاؤ
دیکھا جاتا ہے کہ پتھروں میں بھی جاں ہوتی ہے
کیا جاتا ہے جو کبھی غم جہاں کا حساب
بات چلتی ہے تو ایآز سے رواں ہوتی ہے

رہتی ہے مجھ سے ہم کلام تنہائی
شب گزرتی ہے یوں تمام تنہائی
اور کرتا بھی تو کیا کرتا
یہی مشغلہ یہی کام تنہائی
مقصود جو تھی اپنے گھر کی زینت

سجائی ہے میں نے بے دام تنہائی
لوگوں میں نہیں ہے جذبہ محبت
بازاروں میں بھی سر عام تنہائی
رہتی ہے ہمیشہ ساتھ میرے
صبح تنہائی شام تنہائی
دوستو نے عمر بھی کی رفاقت کا
دیا ہے اک انعام تنہائی
آتی ہے پھر سے یاد بہار
دکھاتی ہے اثر طرز جام تنہائی
جڑ گیا ہے ایاؔز کسی ذات سے رشتہ
مل گیا ہے اک نام تنہائی

دل میں ہلکے ہلکے جو طُوفان نظر آتے ہیں
تجھ سے پھر ملنے کے امکاں نظر آتے ہیں
عشق میں حرف ناصح کی وقعت کہاں
جو دانا ہیں ناداں نظر آتے ہیں
سکھاتے ہیں وہ اصول مروت لیکن
حقیقت مروت سے انجاں نظر آتے ہیں
تھما دو ان کو مری صراحی اور جام
صنم جلدی میں ہیں مہماں نظر آتے ہیں
شہروں میں آج کل ہے درندوں کی حکومت
جنگلوں میں پھرنے والے انساں نظر آتے ہیں
اہل سخن میں بڑی دھوم ہے ساقی کی
اہل سخن پہ وہ ذرا مہرباں نظر آتے ہیں
بزم میں آئے ہیں وہ شوخ لباس میں
جہاں مسکراتے ہیں گلستاں نظر آتے ہیں
بس گیا ہے اس وجود میں میرا وجود
ایاؔز نظر آتے ہیں وہ جہاں نظر آتے ہیں

مئے کدے میں گزر نہیں ہوتی
اک گھڑی بھی بسر نہیں ہوتی
شہر بھر کے اس رازداں کو
اک ہماری خبر نہیں ہوتی
ساقی سنگدل نے نکال دیا نیم شب
کب سے بیٹھے ہیں سحر نہیں ہوتی
زمانے بھر پہ کیا چھا گیا کفر
کیوں اذان فجر نہیں ہوتی
سہم گئے وہ میری گور کو دیکھ کر
ہر قبر بھی قبر نہیں ہوتی
ماضی کی رنجشوں میں بارہا چاہا ایآز
بارہا چاہا جفا مگر نہیں ہوتی

تجھ سنگ جو طبع آزمائی ہے میری
جیت بھی میری رسوائی ہے میری
میری چادر کے پیوند دکھاتے ہیں یہ
اس شہر سے خوب شناسائی ہے میری
کسی پروانے نے شمع کے سنگ جل کر
کہانی کچھ اور بڑھائی ہے میری
جو گھٹائیں یہ ہٹیں تو دکھاؤں تجھے
افلاک کے راہی سے شناسائی ہے میری
اکثر جو روتا رہتا ہوں میں
شب ہجراں تو جیسے شیدائی ہے میری
پہنچا میں آخر کعبے کو کیونکر
نہ محلے کی مسجد تک رسائی ہے میری
بہکتے بہکتے وہ اچانک جو سنبھلے
بات کچھ ان کو سنائی ہے میری
اگر وہ سن لیں میرے دل کی بات
میں یہ سمجھوں کہ خدائی ہے میری
کسی سے کرتے ہیں باتیں سخن میں ایآز
شعر کہتے ہو جنہیں وہ دہائی ہے میری

درد جو بھی جھیلے ہیں تیرے واسطے
آنسوؤں کے میلے ہیں تیرے واسطے
مجھ کو میری تنہائی کا طعنہ دینے والے
ہم آج تک اکیلے ہیں تیرے واسطے
ہم تو اس زمانے سے شناسا نہ تھے کبھی
دنیا کے جو جھمیلے ہیں تیرے واسطے
تو نے کسی دل سے کیا کھیلا ہو گا
جیسے ہم جاں پہ کھیلے ہیں تیرے واسطے

غم میرے دیکھ کم ہیں کہ کثیر ہیں
ذرا راہ سخن کھول کب سے اسیر ہیں
تُو نے محبت سے لکھ دیئے جو چار لفظ
ہم سمجھ بیٹھے کہ صاحب تقدیر ہیں
تیری جفائیں اور ادائیں تو خوب ہیں لیکن
میری دعائیں اور وفائیں کیا حقیر ہیں
بھلا دیں ان کو تو اور بات ہے
کریں جو شکوے تو کثیر ہیں
اور کچھ میری بساط میں ہو نہ ہو
تیری مسکراہٹیں تو میری جاگیر ہیں
تم سمجھتے ہو راز دل سے انجاں ہمیں
ہم ہی تو ہاتھ تیرے کی لکیر ہیں
ایاؔز کچھ نہیں کچھ بھی نہیں
صرف محبتوں کے سفیر ہیں

درد دل کو اپنے بڑھا رہا ہوں میں
یہ اشعار جو تجھے سنا رہا ہوں میں
جاتے ہوئے جو تم نے بہانے کو کہے آنسو
دیکھ ذرا کہ اب بھی بہا رہا ہوں میں

پروانے کو تو بچا کہ حق ہے تیرا
یہ سوچ مگر کہ شمع بجھا رہا ہوں میں
ہم سے بات کر کے حیراں ہوں کیونکر
داغ تیرے دیئے ہوئے ہیں جو دکھا رہا ہوں میں
مرنے پر بھی میری جو آنکھ کھلی ہوئی ہے
وہ کہہ گیا تھا ابھی آ رہا ہوں میں
اندھیرا ہی اندھیرا نظر کیوں نہ آئے مجھ کو
پل پل کو خود اپنے جلا رہا ہوں میں
عمر بھی کئی باتیں کہنا چاہی ان سے
وقت رخصت بس اتنا کہا جا رہا ہوں میں
کچھ اس عروج پہ پہنچی اب وحشت تنہائی
تو چل جلاد کہ بس آ رہا ہوں میں
ایاؔز جچتی نہیں یہ بات کہلاؤں جو سخن ور
زمین و آسماں کو ملا رہا ہوں میں

سوچتے ہیں کہ وہ اپنا تھا یا پرایا تھا
جس کی خاطر ہم نے خون دل بہایا تھا
کتنی ہی پستیوں کی راہ ہم نے دیکھی
نظروں سے جس وقت تم نے گرایا تھا
اس وقت نے توڑے میرے سپنے سارے
جس وقت نے مجھے ہر سپنا دکھایا تھا
گھڑی اک چین کی نہ پا سکو گے تم
سب صحیح تھا جو تم نے فرمایا تھا
رات جو خاموش لب ہلے تھے میرے
اک شکوہ سا لب پہ آیا تھا
آگ کیا جلا سکتی تھی ہم دل جلوں کو
جلے ہم کیوں کہ تم نے جلایا تھا
انسان کی بساط میں ہے کیا کچھ بھی
پوچھوں اگر خدا سے کیوں اسے بنایا تھا
ایاؔز لمبی راتوں میں سوچیں گے کبھی
شیوہ سخن وروں کا ہم نے اپنایا تھا

چند حرف ندامت ہی دھو نہیں سکتا
ہونے کو کیا ہو نہیں سکتا
اک شخص نے کس امید پر شجر لگایا
کل اس کے سائے میں وہ سو نہیں سکتا
تم نگاہوں سے ذبح جو کئے جاتے ہو
سنا ہے خون معاف ہو نہیں سکتا
ہاتھ بڑھا کے تو نے ڈوبنے سے بچایا
کچھ ہو چکا ہے ایسا جو ہو نہیں سکتا
برستی بارش کو دیکھا تو خیال آیا
کچھ ہمارے جیسا تو کوئی رو نہیں سکتا
دل و دماغ کے اندر جھانک کر دیکھو
کھلی آنکھیں یہ کہتی ہیں میں سو نہیں سکتا
ہاتھ سے پیمانہ چھوڑوں گا نہ کبھی
کھو چکا ہوں سب کچھ یہ کھو نہیں سکتا
خود کو بھولوں تو بھولوں ان کو بھولوں کیسے
ناممکن تو کبھی ممکن ہو نہیں سکتا
اس کے ہاتھ کے خنجر کی نشانی ہی سہی
خوں کے داغ ایاؔز میں دھو نہیں سکتا

بجی ہے شہنائی ماتم بھی تو ہو
صدا خوشی کی ہے آئی غم بھی تو ہو
ہم چلے تو جائیں شہر سے تیرے
اک آنکھ کسی کی نم بھی تو ہو
پھر چلے وہ چاہے روش پہ تیری
کسی پہ ہمارا بھرم بھی تو ہو
مجرم تو گنے جاتے ہیں نگاہوں میں تیری
کہیں کوئی ہمارا جرم بھی تو ہو
لبادے سے دکھتے ہو مہذب لیکن
دل میں کسی کی شرم بھی تو ہو
جانو گے کیسے تم درد کو میرے

دل میں تیرے الم بھی تو ہو
لکھنے بیٹھے ہو اگر داستان ایاؔز
خوں اور خونی قلم بھی تو ہو

ان کے ادنیٰ سے اشارے کا احترام نہ ہوا
ہم سے بھی زندگی میں کوئی کام نہ ہوا
محبت میں بدنامیاں برداشت کی اس نے
وہ شخص جو کبھی بدنام نہ ہوا
انکی آنکھوں میں دیکھی میں نے اب بھی محبت
گو میں خاص نہ رہا مگر عام نہ ہوا
جانا سرخ مئے کو ہم نے خون جگر
رنگیں اس قدر پہلے کوئی جام نہ ہوا
رقیب بھی جان جاتا انجام مروت
تماشائے محبت سر عام نہ ہوا
چھپائے نہ چھپی ساقی سے یہ حقیقت
جو سوچا تھا محبت کا انجام نہ ہوا
چمن میں بھی گئے ہم جی بہلانے ایاؔز
یہ دل مگر کہیں رام نہ ہوا

تیرے شہر میں اگرچہ ہیں رسوائیاں بہت
رسوائیاں بہت ہیں اور جگ ہنسائیاں بہت
چمن کی ہر کلی کا انداز ہے نیارا
میرے لئے حسن جاناں کی انگڑائیاں بہت
خورشید کو تو تنہا دیکھا پر قمر کی
شب بھر میں دیکھی گئی شناسائی بہت
کالے رنگ کا نقاب راہزن کا نقاب
ہوں گی چھپی اس میں رعنائیاں بہت
ان کے چہرے کا نقاب اڑ ہی جائے گا
میرے قلم نے بیاں کر دیں گر سچائیاں بہت

شمع جو بجھ گئی تو وجود پروانہ کہاں
بزم میں بن تیرے ہیں تنہائیاں بہت

عشق کی ابھی تو کھولی ہے کتاب
دیکھنے پڑیں گے ابھی کتنے عذاب
وقت سی بلا کو کیا جانتا ہے دل
دل پر ابھی ہے جوانی کا نقاب
وہ سو بار ٹوکیں میں ہزار بار کہوں
شراب شراب شراب
نشیلی آنکھوں سے اتنا تو سیکھا
اندھے ہیں سب دیکھے شراب
آہستہ آہستہ چلے گا خنجر
آہستہ آہستہ آہستہ جناب
میری پیاس بڑی یا مئے خانہ تیرا
آبیٹھ ذرا ساقی کر لے حساب
لب پہ تیرے نہ سوال ہے کوئی
واہ رے ایاؔز نہیں تیرا جواب

چھا رہا ہے خمار شائد
لوٹ آئی ہے بہار شائد
یہ دھوکا میرے دماغ کا ہے یا
مہک اٹھا ہے گھر بار شائد
کھل رہے ہیں پھول چمن میں
آر سے لے کر پار شائد
میرا سویا دل بھی جاگ اٹھا
آج کوئی نہیں ہے بیمار شائد
کیفیت دل کہتی ہے مجھ سے
عجب نہیں ہے پیار شائد
غم لایا تھا جو ہوا کا جھونکا

وقت گزار اپنا ہے چلا شائد
مدت کے بعد یہ کہیں آیاز
مل گیا ہے قرار شائد

کس خوشی کی دل میں آس ہوتی ہے
بھوک مٹتی ہے میری تو پیاس ہوتی ہے
اداسی کا تو اک لمحہ گزرے نہ گزرے
کچھ لوگوں کی تو زندگی اداس ہوتی ہے
شمع بھی یوں ہی تو روشن نہیں
پروانے کی محبت کا احساس ہوتی ہے
ہم یوں اداس تھے تیرے آنے سے پہلے
چاند سے پہلے جیسے رات اداس ہوتی ہے
انجاں نہیں وہ نظر جو جھکی رہتی ہے
زمانے سے چھپی زمانہ شناس ہوتی ہے
لوگ تو شراب کو برا کہتے ہیں یوں ہی
مجرم تو اصل میں پیاس ہوتی ہے
آیاز پرائی چیز پر کیا گماں کریں
زندگی تب زندگی جب پاس ہوتی ہے
دولت میری اور میرا مال گیا
تیری یاد کا جو اوڑھا تھا جال گیا
دل دھڑکا ہی نہیں اب کے برس
کب اور کیسا تھا یہ سال گیا
ہزاروں غم پالے تھے ہم اور
اک غم تیرا ہم کو پال گیا
ہم وقت کی سوئی کی چال پہ حیراں
اور وقت چل ہمارے ساتھ چال گیا
قصہ دہراؤں گا زمانے کی ستم ظریفی کا
ابھی سن کے میرا کوئی حال گیا
حال کچھ ایسا ہے تیری بستی کا
جو گیا ہے یہاں سے بے حال گیا

تیرا خیال بھی آئے تو آئے کیسے
تو گیا تو تیرا ہر خیال گیا
دل کرتا ہے ایآز اس بات پر ملامت
ان سے بچھڑنے کا ہمیں ملال گیا

سوچا تھا کیا اور کیا ہو گیا
وفاؤں کا بھرم فنا ہو گیا
ایسے تو نہ تھے رویے تیرے
جیسا آج تیرا رویہ ہو گیا
دل نے یک لخت دھڑکنا چھوڑا
شائد خو سے تیری آشنا ہو گیا
کبھی تو چلے آؤ در یار پہ تم
در یار کو کھلے زمانہ ہو گیا
سکھاتی تھی دنیا آداب محبت
پھر آج یہ کیا تماشہ ہو گیا
یہ باتیں تو کافی پرانی ہیں یارو
ان باتوں کا دور پرانا ہو گیا
بہکی باتیں ایآز کے منہ سے
قسم ہے خدا کی دیوانہ ہو گیا

تیری آنکھوں میں دیکھیں دیوانے کیا
بند پڑے ہیں مئے خانے کیا
گرتے گرتے اک شجر نے پوچھا
بدل گئے ہیں زمانے کیا
موت آئی ہے تیرا بھیس بدل کر
آئی ہے مجھے لے جانے کیا
جانے کس کی خاموش نگاہیں
سنا گئی ہیں افسانے کیا
دیئے ہیں جنہوں نے زخم کبھی

آئے ہیں مرہم لگانے کیا
کبھی میری زباں جو بول پڑی
کرو گے پھر تم بہانے کیا
اس بات کی ایآز امید نہ تھی
چار اشک تھے مجھے کمانے کیا

راہ دیکھتا میری جو کوئی کونہ ہے
پل بھر کو مجھے وہاں رونا ہے
ہوتا رہا ہے عشق میں صدیوں سے
جو ہو رہا ہے اسے ہونا ہے
دل کی حالت جیسے بنجر زمیں
کیا کھلے یہاں اور کیا بونا ہے
دل تجھے پانے کی تمنا ہی نہ کرتا
جو جانتا کہ اک دن کھونا ہے
ٹوٹتا بہلتا مچلتا سنبھلتا
دل تو کیا اک کھلونا ہے
سنا نام نیند کا ابھی میں نے
کہ شب نے کہا مجھے سونا ہے
وقت کی ہر ظالم گھڑی نے ایآز
ایک دل میں تیرے سمونا ہے

اپنی ہی منزل کے معمار ہو جائیں
چل پڑے ہی قافلے تیار ہو جائیں
وقت کی نزاکت یہ کرتی ہے اعلان
سب پست اور بلند ہموار ہو جائیں
انسانوں کو سکھائیں انسانیت کا درس
خدا کے بندوں میں شمار ہو جائیں
دشمنی کو آخر مٹنا ہی ہو گا
ہر ایک دشمن کے یار ہو جائیں

خدا کی رحمت برسنے کو ہے ہر سُو
انجاں ہیں جو ذرا ہوشیار ہو جائیں
محبت محبت پکارے گی دنیا
محبت سے محبت کا شاہکار ہو جائیں
ایآز تو اب بھی راہ دیکھتا ہے تمہاری
کشتیاں کھڑی ہیں سوار ہو جائیں

رقص فرما ہے دل عشق کے درباروں میں
غوطہ زن ہے ہر نفس مئے کے منجھداروں میں
پھر ملے گا منظر قیامتوں جیسا
مل بیٹھے ہیں پھر سے یاروں میں
سہارا مانگو گے تو لگے گا جیسے
زندگی کٹی ہو ساری سہاروں میں
چمن دل کھلنے کو بے تاب ہے مگر
ابھی کچھ دیر ہے شائد بہاروں میں
پوچھنے آیا ہے مجھ سے علاج محبت
بیمار چلا آیا ہے بیماروں میں
چمکتا ہے کبھی اور کبھی بجھتا ہے یہ
دل سینے میں میرا ہے یا ستاروں میں
تیزی جو نگاہ شوخ میں پائی ہے ایآز
دیکھی وہ بات نہیں ہے مگر تلواروں میں

آگ لکھوں یا شباب لکھوں
تیرے خط کا کیا جواب لکھوں
بد نصیبی ہے میری کہ ہاتھ سے اپنے
زندگی کے اپنے ہی عذاب لکھوں
کانٹوں سے چبھن محسوس کروں میں
کسی کو اگر گلاب لکھوں
خطا وہ کریں تو چھپا لوں میں جیسے

گناہ وہ کریں اور میں ثواب لکھوں
وہ لفظوں میں میرے ہیں بسے ہوئے
چھپاؤں میں کیسے اگر کتاب لکھوں
میرے آنسو ہیں شاہد جرم کے تیرے
ہاتھ کھینچ لوں اگر میں آب لکھوں
اک عمر اور جینے کی ضرورت ہے
غم زندگی کا اگر میں حساب لکھوں
حق کے چہرے پہ پردہ ہے یہ ایاؔز
ان کے چہرے کا اگر میں نقاب لکھوں

دل جو دل کے قریب ہوں گے
زمانے محبت کے عجیب ہوں گے
آج رہتے ہیں مجھ سے دور جو بہت
کبھی بہت ہی میرے قریب ہوں گے
اک بار تو کہنے کا موقع تو دے
پھر ہم یا ہمارے نصیب ہوں گے
ان کے ہاتھوں سے زہر نہ ملا کسی کو
چڑھے کتنے ہی عاشق صلیب ہوں گے
جذبہ دل کا مول لگانے والے
لوگ دل کے غریب ہوں گے
اس خوشبو اڑتی خاک ہے بہتر
جس خوشبو میں طعنہ رقیب ہوں گے
ہزار رنگ اتریں تو رنگ نکلے ایاؔز
جس رنگ میں چھپے ادیب ہوں گے

سچائیوں کا سبق کہاں سے پڑھا ہے
تیر سا ہر لفظ دل میں گڑھا ہے
دل ڈھونڈتا ہوں اگرچہ جانتا ہوں میں
روتا ہوا یار کے دروازے پر پڑا ہے

کہہ دیا تھا ہم پہلے ہی سے
امتحاں یہ محبتوں کا کٹھن ہے کڑا ہے
فراخی دل ساقی کا اندازہ لگائیے
سارا مئے خانہ ہی لئے کھڑا ہے
اے دوست کسی کی بات چھوٹی سی
جو کر دکھاتی ہے وہ کام بڑا ہے
میری زخموں کی اوڑھ تیری اٹھی نگاہیں
حوصلہ برداشت کا کچھ اور بڑھا ہے
بزم کی جو رونق بنا بیٹھا ہے ایآز
وقت کی ہر جنگ اکیلا ہی لڑا ہے

رسوائی دل کا کچھ ملال باقی ہے
دل میں کسی کا خیال باقی ہے
افسردہ ہو کیونکر میری حالت زار پر
ابھی بہت کچھ سہنے کا حال باقی ہے
کوئی دیکھتا ہی نہیں خلوص و وفا
ڈھونڈتی ہے ہر نگاہ کیا مال باقی ہے
افسانہ محبت تو سارا سنا تم نے
میرے لب پہ تھا جو سوال باقی ہے
اس شہر کے زوال پہ عروج آیا ایسا
اس کے ہر عروج کا زوال باقی ہے
دھوم مچا دوں گا بزم میں آج
ابھی سوز و جگر کا کمال باقی ہے
نامکمل ہیں ایآز تیرے بغیر
جسم اور روح کا وصال باقی ہے

شب یہ شائد پکاری ہے آنسو بہا

سونے کو عمر ساری ہے آنسو بہا
آنسو ہی تیرے غم کو ہلکا کر دیں
لمحہ وقت کا یہ بھاری ہے آنسو بہا
آسماں پر بھی موت ڈھونڈتی ہے ہر سُو
دنیا بھی یہ شکاری ہے آنسو بہا
دنیا کی اس حالت پہ اور کیا کہیں
صرف عرض یہ ہماری ہے آنسو بہا
کئے جاتے ہیں ہم پہ ستم در ستم
مشغلہ ان کا جاری ہے آنسو بہا
ہنس مت حالت دل پر مگر تُو
کیفیت مرگ طاری ہے آنسو بہا
ٹھوکر جو ماری ہے قبر ایاؔز کو
اپنے ہی منہ پہ ماری ہے آنسو بہا

دوست ہم نے بنائے کیوں تھے
دل کے داغ دکھائے کیوں تھے
اب روتے ہو دیکھ کر زخموں کو
کوچہ جاناں میں آئے کیوں تھے
کاٹی ہے انہوں شب فراق ورنہ
رخ روشن پہ چند سائے کیوں تھا
میرے دل کے درد کا زمانہ ہے محرم
قاصد نے میرے خط جلائے کیوں تھے

جام ساقی آئے اس طرف یہ بھی ان کو گوارہ نہ ہوا
رہی تشنہ لبی باقی میری پھر اس کا کوئی چارہ نہ ہوا
گلہ تو نہیں دل میں مگر اک خلش سی باقی ہے
ہم نے جس کو اپنا سمجھا وہ کبھی ہمارا نہ ہوا
چارہ گر تھے ہم جن کے وہ ہنس دیئے میری بیچارگی پر
مئے کدے میں کبھی رسوا کوئی دل کا ہارا نہ ہوا

ان کے پلک جھپکتے ہی مئے خانے میں مجھے احساس ہوا
میں اس دریا میں بہتا رہا جس کا کوئی کنارہ نہ ہوا
کہاں گئے ساتھ چلنے والے کدھر گئے دم بھرنے والے
کہاں گئے جو کہتے تھے کہ تم بن ہمارا گزارہ نہ ہوا
آیا خدا کا نامہ بر ادھر نہ گزری تو ادھر چل
ہاتھ بڑھایا اور تھام لیا جب جینے کا کوئی سہارا نہ ہوا
حیراں ہوں ان کی عنائیت پر کہہ رہے تھے میری قبر پر
جہاں میں ایاؔز سے بڑھ کر کوئی غم کا مارا نہ ہوا

گرا دیا انھوں نے مسکرا کے نقاب
دیکھا پھر ہم نے بھی ان کا شباب
چھوٹ نہ جائے کہیں زندگی کا دامن
ذرا نظریں ہٹایئے گنگنایئے جناب
شمع بھی بد ظن ہے محفل میں
پروانے جو چل پڑے ہیں جانب مہتاب
جو حد سے بڑھ کے تیری تعریف کروں
بن کہاں سکتا ہے یہ رخ گلاب
واعظ کو بزم میں آنا ہی پڑا
گو سناتا رہا ہے ہمیں وعظ عذاب
ساقی تیری شرارتوں سے ہوں جاؤں نہ بیزار
دل کو بہلانے کے تو سیکھ لے آداب
دل پاش پاش کے چند ٹکڑے جو وہ مانگیں
ذرا سوچ اے رقیب کیا دے گا جواب
ان کی اس ادا کے کیا معنی نکالوں
سبھی سے تو دوستی ایاؔز سے حجاب

ستارہ بن کے وہ رونق بزم بیٹھے ہیں
میرے دل کا وہ رکھے بھرم بیٹھے ہیں

لوگوں نے جو جانا تو خوب تماشا بنایا
جس چاک دامن کی لئے ہم شرم بیٹھے ہیں
گل کر دو ان چراغوں کو کہ آج
مسکراتے ہوئے میرے محترم بیٹھے ہیں
بزم سے مت نکال یہ آسرا ہے دل کا
مدت بعد ہم روبرو صنم بیٹھے ہیں
جو خواہش ہو قمر کی تو خورشید کو پکڑو
یہ نہ سوچو راہ میں کیا الم بیٹھے ہیں
محبت نے زندگی کی ہر راہ دیکھی
ہر راہ پہ لیکن کئی غم بیٹھے ہیں
ایاؔز تیرا یہ زعم کسی کام کا نہیں
تیرے ساتھ کئی اہل قلم بیٹھے ہیں

افسوس کہ طرز بادل ہم چھا نہیں سکتے
محبتوں کی بارشیں برسا نہیں سکتے
ان کی منڈھیر پر بیٹھے پرندے اکثر
بلاتے ہیں ہمکو پر ہم آ نہیں سکتے
ہم بھی مجبور ہیں ان کی معصومیت کی بناء پر
دیوار حجاب وہ بھی ہٹا نہیں سکتے
اس شرط پر انھوں نے کیا ہے کلام
دل کی بات ہم ان کو بتا نہیں سکتے
غموں کے راگ تم پر گراں ہی گزریں لیکن
خوشی کی تال پہ ہم غم اپنا سجا نہیں سکتے
مدتوں کا انتظار ٹھہرا خاموش دوستی
اس سے بھی محرومی ہم بھلا نہیں سکتے
ایاؔز وقت لے آیا ہے جس مقام پہ ہمیں
مجبور ہیں واپس بھی ہم جا نہیں سکتے

راہ میں چھوڑ کے جانے کے لئے
دوست آئے ہیں پھر منانے کے لئے

فرصت ملی جو کاروبار جہاں سے
آئے ہیں وفا جتانے کے لئے
دوست آئے ہیں پھر منانے کے لئے

درد بھرے میرے اس سخن کو
بزم میں اپنی سجانے کے لئے
دوست آئے ہیں پھر منانے کے لئے

جن کے لئے ہم نے زمانہ بھلا دیا
بھول گئے وہ ہم کو زمانے کے لئے
دوست آئے ہیں پھر منانے کے لئے

دل کو ہم نے سمجھا ہی لیا تھا
آئے ہیں دل دکھانے کے لئے
دوست آئے ہیں پھر منانے کے لئے

پروانے کو جلاتا ہے جذبہ وفا
شمع کب جلتی ہے اسے جلانے کے لئے
دوست آئے ہیں پھر منانے کے لئے

پھر سے آئے سنگ نشتر لئے ایاؔز
شائد آئے ہیں ہمیں آزمانے کے لئے
دوست آئے ہیں پھر منانے کے لئے

منظور جو انھیں بزم میں آنا ہوتا
آ چکے ہوتے اگر انھیں آنا ہوتا

ان کو تکلیف دینا گوارہ ہی نہیں
آزما لیتے ان کو اگر آزمانا ہوتا

پہنچتا آخر کو تیرے در پر ہی میں
تیرے کوچے سے اگر میں روانہ ہوتا

غیروں کا ساتھ ہم کب مانگتے
اپنوں نے ساتھ جو نبھانا ہوتا

ہوائیں بھی ہو جاتیں تابع ہماری

یہ دیا جو ہم کو بجھانا ہوتا
شائد جنوں کی زباں سے آشنا نہیں ہو تم
ذرا رک جاتے واعظ جو سمجھانا ہوتا
بزم کو سجاتے ہی کیوں کر ایآز
حال دل تجھے گر نہ سنانا ہوتا

نہ پوچھ ہم سے کہ جفا کیا ہے
ادائے محبوب کے سوا کیا ہے
زمانہ تنہائی میں سر شام ہی سے
دل سے جو اٹھتی ہے ندا کیا ہے
کچھ دیر جو غم جہاں سے بیگانہ کر دے
حیراں ہوں کیفیت صہبا کیا ہے
یوں ٹھوکروں سے تیری نہ ہوتا ذلیل
جو جان جاتے فقیر کی صدا کیا ہے
جس کی کشتی پر بوجھ ہے ہمارا وجود
ہم جانتے ہیں ہم نوا کیا ہے
دل شکستہ کے غنچے کو کھلا دیتی ہے
کیا ہے یہ باد صبا کیا ہے
ہم ہو جائیں گے تب خاموش ایآز
پوچھیں گے جب وہ حال دل بتا کیا ہے

تمہاری آنکھوں خواب سارے امنڈ رہے ہیں امنڈ رہے ہیں
یہ جلتا سورج یہ چاند تارے امنڈ رہے ہیں امنڈ رہے ہیں
چمن بھی خوشبوؤں سے مہکتا تمہارے حسن کا ترجماں ہے
گلوں بھرے یہ رنگیں نظارے امنڈ رہے ہیں امنڈ رہے ہیں
تمناؤں کے لئے خزانے شہر میں لانے اس مہ جبیں کو
شہر کے سب مہ پارے امنڈ رہے ہیں امنڈ رہے ہیں
رکیں گے وہ دم بھر یہاں پر بجھائیں گے وہ پیاس اپنی

مئے خانے کا پیمانے سارے امنڈ رہے ہیں امنڈ رہے ہیں
ساقی دیکھ بہار آئی وہ دیکھ کیا شے ہے چھائی
کیا ہو گیا کہ ابر سارے امنڈ رہے ہیں امنڈ رہے ہیں
طوفاں بھی اب تھم گیا ہے ہوا بھی جانب منزل
ایآز دیکھ ساحل کے کنارے امنڈ رہے ہیں امنڈ رہے ہیں

دوست بھی کیا الفت کا صلہ دیتے ہیں
آگ بجھ جاتی ہے پھر سے ہوا دیتے ہیں
مرنا چاہیں تو زہر کو پینے نہیں دیتے
جیتے ہیں تو جینے کی سزا دیتے ہیں
ہم کو ہو جائے جہاں پر میسر طبیب
لوگ بھی تیری ہی گلی کا پتہ دیتے ہیں
وہ جو ساری عمر کے ہوتے ہیں رازداں
قبر میں اکیلے کو ہی دبا دیتے ہیں
اپنی غلطیوں پر ہوئے وہ کیوں کر نادم
ہم سے ملتے ہیں تو نظریں جھکا لیتے ہیں
ہم روتے ہیں شب بھر تاریکیوں میں
تب کہیں تمہیں اک سویرا دیتے ہیں
واہ رے ایآز کہ افسانے تیرے
درد کو رخ اک نیا دیتے ہیں

تم نے جب زلفوں کو سنوارا ہو گا
کتنے مئے کشوں کے دلوں نے پکارا ہو گا
جانتا ہی کیونکر یہ جہاں میرے غم کو
روداد تیری نے غزل کو نکھارا ہو گا
پھیلی ہے ہر سُو وبائے محبت
ہر کوئی اس مرض کا مارا ہو گا
آج چلا ہے جو بزم کی ہر شمع بجھانے

کل اندھیروں میں بھٹکتا وہ بے چارا ہو گا
میرے پیمانے کو راہ میں کتنوں نے لوٹا
اب آ رہا جو جام وہ ہمارا ہو گا
ہم کہتے تھے گہرا ہے میرے غم کا سمندر
تم سمجھتے تھے اس کا کوئی کنارہ ہو گا
دل ایاؔز سے نکلے گی اک تیری تصویر
میرے قلم کا ہر لفظ تمہارا ہو گا

کب سے منتظر ہیں کہ شراب آئے
ساقی اتنی دیر سے مگر آپ آئے
آئے ہیں تو جلدی سے پیمانہ بھریئے
اس سے پہلے کہ یاد عذاب آئے
لکھ تو آئے ان کو چند حروف شکائیت
کون جانے کیا ان کا جواب آئے
گلوں کی رنگینی پہ اتنا نہ اترا
آئے کچھ دیر کو جو شباب آئے
حسن ساقی جزو لازم ہے مئے کشی کا
کب چاہتے ہیں درمیاں حجاب آئے
ہم بھی واقف ہیں ان کی کمزوری سے
کچھ تاخیر سے سہی مگر جناب آئے
گرا چکے ہو جو خود کو اپنی نظروں میں
ایاؔز کیا کرو گے روز حشر گر حساب آئے

اس روز جو تو مجھ کو رونے دیتا
اشکوں کو آج دامن نہ بگھونے دیتا
قبول تو ہیں تیرے بھیجے ہوئے پتھر
ماضی کے چند داغ ہی دھونے دیتا

ہم خوشبو کی طرح ہوا میں بس جاتے
گیسوؤں میں اگر تو سمونے دیتا
دل کے بعد میرا جگر بھی کٹ جاتا
ہو جاتا یہ بھی اگر تو ہونے دیتا
تشنگی کا دل میں احساس لئے زندہ ہیں
حرف خواہش ہی تو دل میں بونے دیتا
سن سکتے جو جور و جفائے یار کے
سننے کو قصے میں انہونے دیتا
کیا قیامت ڈھائی ہے رہرو ایاؔز پر
کچھ دیر کو جو سویا تھا سونے دیتا

گریہ زاری ہے روداد غم ہے
حد غم بھی آج ختم ہے
پہنچوں کس طرح اس گریباں تک
یوں تو وہ میرا ہم دم ہے
کیا خوں کا آخری قطرہ بنام چمن
گل یار نے کہا ابھی دم ہے
کھینچ لائی ہے ہر در پہ مفلسی
حد کفر سے کیا یہ کم ہے
میرے زخموں پر چھڑک کر نمک
وہ مسکرا کے بولے مرہم ہے
ان کا مانند مہتاب روشن چہرہ
کیا غلط ہے جو انھیں زعم ہے
زندگی کیا ہے زندگی کیا ہے
صرف غم ہے صرف غم ہے
خون جلتا ہے داستاں لکھتے ہوئے
ایک لفظ ایاؔز ایک الم ہے

ابھی کچھ دیر ہے ان کے آنے کو
ابھی نہ چھیڑو میرے فسانے کو
تمہیں تو میسر ہیں مسرتوں کے موتی
کچھ درد چاہیے کسی آنکھ کے بھر آنے کو
جلانے کو رقیبوں کے بلایا تھا تمہیں
تم آتے ہو کیوں میرا دل جلانے کو
درد دل کا سر بازار تماشہ لگایا
میری ادا یہ بھا گئی زمانے کو
میرے دامن سے پردہ اٹھا کر دیکھو
ہم بھی بیٹھے ہیں تمہیں کچھ دکھانے کو
حال دل نہ سنا اور چل دیئے
ہم پہنچے ہی تھے ان تک سنانے کو
درد دل کو سینے میں چھپا رکھا ہے ایاؔز
اشک بہتے ہیں اگر بیٹھیں بہانے کو

درد دل کی دوا کی میں نے
جیسے کوئی خطا کی میں نے
ان کو بھول گیا ہوں شائد
اپنے دل سے وفا کی میں نے
ان کو بھول جانے کی پھر سے
وہ یاد آئے تو دعا کی میں نے
بیچ گرداب چھوڑ آتے ہیں اکثر
جن کو کشتی عطا کی میں نے
ان کو بتلائے ان کے چہرے کے تیور
بات نہ کچھ اس کے سوا کی میں نے
ناطہ ہے مجھ سے ہر ایک الم کا
صدا سنی ہر آہ کی میں نے
ہر دوست کا اپنا ہمدرد مانا ایاؔز
ایک غلطی تھی جو سدا کی میں نے

صدائے دل کا ان پر اثر ہو جائے
کسی طرح انھیں گر خبر ہو جائے
کر دیا اس نے جاں سے دل کو جدا
وصل تب ہے جب جاں بھی نذر ہو جائے
چھپائے رکھیں گے زخم جگر لوگوں سے
معاف کرنا خطا ہم سے اگر ہو جائے
مل کر چلنا ہے ہر سُو تقاضائے فطرت
آشیاں گرنے سے افسردہ شجر ہو جائے
اب کہ میسر نہیں ہیں ساز موسیقی
غزل ایک درد کی لے پہ مگر ہو جائے
تیرے وجود سے جانا گیا ہوں محفل میں
ہم میں کوئی بات نہیں جس پہ فخر ہو جائے
اٹھ کر چلیں پھر منزل ملے نہ ملے
کوچہ یار کا اک سفر ہو جائے
مل ہی جائے گا کوئی ٹھکانہ ایاؔز
چلتے جائیں گے راستہ جدھر ہو جائے

کیسا ساماں لئے نیا موسم آیا ہے
کچھ یادیں بھولی ہوئی اٹھا لایا ہے
اب کے کچھ بے رحم ہے یادیں تیری
آنکھ نم ہے میری اور دل بھر آیا ہے
نظر آ رہا ہے مجھے صحرا میں قیس
گویا وقت نے خود کو دہرایا ہے
درد ہجر کی دوا ہے مئے خانے میں
رستہ واعظ نے ہمیں یہ دکھایا ہے
بھول سکتے ہی نہیں اپنے ساتھی کو کبھی
مجبوری فطرت نے ہمیں ستایا ہے
کچھ پانے کو ہے کچھ کھونا ضروری
تم سے بچھڑے ہیں اور پیمانہ پایا ہے

کسی اوٹ سے جو نکلا ہے تر دامن ایاز
آنکھیں بوجھل تھیں کب سے بہا آیا ہے

اجڑی یادیں شکستہ دل اور سائے ہیں
تجھے جو عشق میں تیرے پائے ہیں
سکت نہیں ہے مجھ میں کیسے کروں بیاں
قہر جو وقت نے ڈھائے ہیں
ذرا سی بات پہ تیری آنکھ ہوئی کیوں نم
داغ دل کے ابھی ہم نے کہاں دکھائے ہیں
دن کے اجالوں میں چاندنی کا روپ
تب دیکھا ہے جب وہ مسکرائے ہیں

وہ کہ اب کم ہی نظر آتا ہے
قصے وفاؤں کے اگرچہ وہ سناتا ہے
پتھر توڑتا ہے آئینہ اس لئے شائد
اپنی سنگدلی کی شبیہہ اس میں اگر پاتا ہے
راہ محبت میں ہوں کافر و مومن یکجا
یہ وہ شعلہ ہے جو پتھر بھی جلا جاتا ہے
میرا محبوب پرندہ قید ہے قفس میں
اڑنا چاہتا ہے مگر اڑ نہیں پاتا ہے
جھجکتا نہیں وہ مجھ پر تلوار چلانے سے
چہرہ دکھانے میں جو اتنا شرماتا ہے

ٹھہرے میرے اشکوں کا کچھ مول تو سہی
کچھ تلخ ہی سہی مگر بول تو سہی
کیسے لگاؤ گے شب ہجر کا حساب
بھاری ہی ایک لمحہ تول تو سہی
اچھا ہے وقت رخصت ساتھ رہو گے تم
میں پیتا ہوں زہر ابھی تُو گھول تو سہی
خوب ہے یہ عادت سخن یار کی
کھلیں گے اس طرح کچھ پول تو سہی
بنا بیٹھا ہے گداگر کب سے تیرے در پہ
خواہش ہے کہ جانے کو تُو بول تو سہی
بنا لیتا ہے دیوانہ اسے تکیہ کلام
سن لے محبوب کا اک قول تو سہی
ہوا کو بنا لے زخم دل کا راز داں
ایاؔز دامن کو تُو اپنے کبھی کھول تو سہی

درد جاتا ہی نہیں کب سے دل پہ پہرہ ہے
صلہ وفاؤں کا اب کہ یہی ٹھہرا ہے
وہ جو کسی بات کی گہرائی کے نہیں قائل
زخم جگر دیکھا میرا تو بولے گہرا ہے
چہرہ دیکھیں کیسے کسی تصویر میں ان کا
کہ یہ چہرہ تو پس چہرہ ہے

ان آنکھوں میں دل کا قرار رہتا ہے
در طبیب پر جانا بے کار رہتا ہے
کرتے رہے جو تم سے پیار سو کیا
کرنا چاہا تھا کبھی جو پیار رہتا ہے
اس دل کے مسیحا سے کوئی جا کر کہے
دل دھڑکتا تھا کبھی جو بیمار رہتا ہے
دانستہ تو لب نہ کھولے تو اور بات
ہر وقت مچلتا ان پہ اک اظہار رہتا ہے
اس شخص کو پیار کی حدیں نہ سمجھا
وہ شخص جو ہر حد سے پار رہتا تھا
ساری رات ہی آہیں بھرتا ہے دل
سر شام سے تیرا انتظار رہتا ہے
ٹھکانہ بدلا نہ اپنا خواہ مٹ گیا میں
ایازؔ رہتا تھا جہاں وہاں مزار رہتا ہے

وہ درد نہ رہا وہ الم نہ رہا
وہ رت نہ رہی وہ موسم نہ رہا
غم تو اصل میں تنہائیوں کا تھا
جب تنہائی نہ رہی کوئی غم نہ رہا
سیدھی کر لی ہیں جب سے راہیں اپنی
راہ میں ہماری کوئی خم نہ رہا
اشکوں سے میرے سب دھل گئے شائد
سینے پہ میرے کوئی زخم نہ رہا
دو لفظوں سے کسی کے رو پڑتا ہے
دل پہ کبھی جو تھا بھرم نہ رہا

روٹھی رہتی ہے مجھ سے صبا اگر
گناہ اس میں میرا نہیں ہے مگر
تم چھپانے کو کہو اک بات اور ہم
دل پہ اپنے رکھ لیتے ہیں پتھر
کیا برا ہے ساتھ تیرا اور میرا
شب بھی تو ہوتی ہے آشنائے سحر
بد گمانی تو دل میں نہیں ہے کچھ
دامن کیوں تھا میرا پھر تر بہ تر
بار بار دل میں یہ دعا آتی ہے
دعاؤں میں میری ہو کچھ تو اثر

جہاں میں اکثر یہ کمال ہوتا ہے
پتھروں سے مسیحا کا استقبال ہوتا ہے
جس وقت ہمیں خود کا خیال نہیں ہوتا
اس وقت ہمیں تیرا خیال ہوتا ہے
کانٹوں کی چبھن سے عداوت ہے جن کو
ان سے پھولوں پہ چلنا بھی محال ہوتا ہے
تیری آنکھوں کا تب جواب نہیں ہوتا
ان آنکھوں میں جب کوئی سوال ہوتا ہے
ہم دیکھتے ہیں چاند کبھی کبھی
جب رو برو تیرا جمال ہوتا ہے

سچ بولنے میں مجھے کوئی عار نہیں
گناہ یہ ہے میرا کہ گناہ گار نہیں

تھک سا گیا ہوں کار محبت میں
سچ تو یہ ہے میں بے کار نہیں
اپنی ہی راہوں کا مسافر ہے شائد
وقت کی ناؤ میں جو سوار نہیں
انتظار میں پڑے ہیں مسیحا کتنے
حیراں ہوں آج کوئی بیمار نہیں

کیا ہوا جو میں تیرے سنگ نہیں
تجھ سے تو کوئی میری جنگ نہیں
ہم ماہر تو محبت میں ہوئے ہیں لیکن
اک بات منوانے کا ہمیں ڈھنگ نہیں
ہوا تو بہہ رہی ہے افسوس مگر
تو ڈور نہیں ہے اور میں پتنگ نہیں
ایازؔ جب بھی روتے ہیں خوں روتے ہیں
فقط آنسوؤں میں ہوتے رنگ نہیں

ہر لمحہ اک نئی آن سے جیتے ہیں
جینے والے تو بڑی شان سے جیتے ہیں
نفرتوں کے اس دور میں جو جینا سکھا دے
محبت والے تو محبت کی پہچان سے جیتے ہیں
کسی کے کام آتا ہے یہ سامان دنیا
کچھ کمبخت تو سامان سے جیتے ہیں
جب دل میں ہو منزل پا لینے کا جذبہ
تو منزل پا لینے کے ایماں سے جیتے ہیں
شکستہ دل ہیں تو کیا زندہ ہیں ابھی
ٹھہرے پانی بھی کبھی طوفان سے جیتے ہیں

نہ تو یاد ہے نہ تیرا وہم یاد
تجھ سے بچھڑنے کا فقط ہے غم یاد
کیا کیا جائے اپنی مسکینی کا کہ اب
مئے کدہ یاد ہے ہم کو نہ حرم یاد
جانکتے ہیں بار بار میرے گریباں کے اندر
ابھی تک ہیں ان کو اپنے ستم یاد
پتھر تو چاروں اوڑھ سے برسے تھے لیکن
مجرم یاد ہیں ہم کو نہ محرم یاد
ہم آج بھی لکھتے ہیں جب خونی تحریریں
آتے ہیں بے تحاشہ پھر تیرے کرم یاد
جب بھی دیکھتا ہوں کچھ چاند چہرے
دل کے آتے ہیں کچھ بھرم یاد
بس یہی ہے ایآز انجام محبت
ہمیں غم یاد ہیں اور غموں کو ہم یاد

کیا محبت کیا محبت کا انجام ہو گا
ہمیں یہی اندیشہ اب صبح و شام ہو گا
جو جیتا ہے تیرے نام کی حرمت کی خاطر
کیا اسی نام کی خاطر وہ بد نام ہو گا
پڑھنے بیٹھو گے کبھی جو داستان ایآز
ہر لفظ میں چھپا تیرا نام ہو گا

فقط رونے کو چاہیے بہانہ کوئی بات نہیں
سمجھاتا ہے ہم کو زمانہ کوئی بات نہیں
گراں گزرے تو گزرے کوئی بات ہم پر
تیرا بار بار آزمانا کوئی بات نہیں
محبت کا جنوں ہمارا دیوانگی ہی صحیح
کوئی سمجھتا ہے اگر دیوانہ کوئی بات نہیں
کبھی اپنوں سے زیادہ قریب تھا جو
آج ہو گیا ہے بیگانہ کوئی بات نہیں
جام بانٹتے اکثر وہ ہمارا
تشنہ لب رہ جانا کوئی بات نہیں
اٹھائے گے ہر صدمہ دل و جگر پہ اپنے
غم لازم ہے اگر اٹھانا کوئی بات نہیں
ہر قہر و ستم کے بعد ایآز
پھر ان کا وہ سمجھانا کوئی بات نہیں

غزل نظم یا گیت ہو تم
اک ہنستا گاتا سنگیت ہو تم
دل سے نکلتی آہ ہو تم
دل میں بسی پریت ہو تم
کل ہو تم آج ہو تم
سہانا میرا اتیت ہو تم
گرتے جسم کی جاں ہو تم
تنہا دل کے میت ہو تم
درد جگر کی دوا ہو تم
تکمیل محبت کی ریت ہو تم
اصل میں روح وفا ہو تم
یعنی ایآز کی جیت ہو تم

وہ شمع وہ وصل کی رات وہ اجنبی
گزار کیسے گیا کچھ لمحات وہ اجنبی
سمجھا میری محبت کو وہ بطرز قیس
نادانی میں کر گیا بات وہ اجنبی
اس کی ہر بات میں شامل تھا میں
جب بھی کرتا تھا بات وہ اجنبی
چھوڑ گیا ہے اپنا پیمانہ و ساغر
پوری کر گیا میری حاجات وہ اجنبی
جدائی کا یہ دور پل بھر نہ ٹھہرتا
اپنی دے جاتا گر شناخت وہ اجنبی
رہی دل میں ہمیشہ جذبات کی کشمکش
رہی میرے لئے بھی ذات وہ اجنبی
آ کر میرے پاس چھوڑ گیا ہے مجھکو
عیاؔز جیت ہے میری یا مات وہ اجنبی

شکستگیوں اور محرومیوں کے چند احساس باقی رہے
دل و جگر نہ پہلے سے میرے پاس باقی رہے
جا رہا ہوں چھوڑ کے تیرے کوچے کو میں
چاہتا ہوں میرے بعد میرا احساس باقی رہے
دل میں جو کسی کے آنے کی تمنا اٹھ آئے
قبل اس کے اسکی جدائی کا قیاس باقی رہے
باقی رہے نہ چاہے دنیا میں کوئی بھی لیکن
فقط نام وفا اور وفا کا شناس باقی رہے

سادگی جیسی زینت سنگھار میں کہاں
خاموشیوں والی بات اظہار میں کہاں
اظہار غم ہے اصل میں غم کا چھپانا
درد رکھنے کی جگہ دل بیمار میں کہاں
مجھ سے قصہ الفت و وفا مت پوچھئے
پھیل جاتی ہیں باتیں تکرار میں کہاں
نہ جانتے اگر ہم تو اور بات ہوتی
باتوں سے وہ سچے مگر کردار میں کہاں

جفائے محبوب بنی نعمت دل عیاؔز کے لئے
وہ کہتے ہیں رسوائی ہے پیار میں کہاں
زمانہ جن اوصاف کی کھاتا ہے قسمیں
پوشیدہ وہ کردار میرے شعروں میں ہے
جس محبت سے بغاوت کا الزام ہے ہم پر
رہا اک وہی پیار میرے شعروں میں ہے
حسن جاناں سے محبت کا ہے صدقہ عیاؔز
اگر یہ نکھار میرے شعروں میں ہے

کس کو سوجھتی ہے بعد اس کے گھر جائیں
جلوہ گر ہو صورت جاناں اور منہ پھر جائیں
امتحاں لیتی ہے قدرت ہمارا ترک مئے کشی میں
گر دیکھیں کوئی خالی ساغر تو فوراً بھر جائیں
یاد کروں جو زمانہ زیست میں گزارے ہوئے لمحے
درد سمیٹ رکھے ہیں جتنے پل میں بکھر جائیں

جب آوارگی میں بھی کچھ بن نہ سکا اپنا
دل میں یہ خیال آئے کیوں نہ ہم سنور جائیں

دل کو میرے پھر کیوں آرام آتا نہیں
جب لب پہ میرے کوئی نام آتا نہیں
یوں تو آتے ہیں بہت لوگ تماشہ کے لئے
گھر جلتے ہیں تو کوئی کام آتا نہیں
پختگی درد سے ملتی ہے محباں کو ہمیشہ
محبت کو بناء اس کے دوام آتا نہیں
وقت آغاز سے ہے ہم کو یہ فکر
کچھ آسانی سے وقت اختتام آتا نہیں
حسن پر اپنے وہ نازاں بھی ہے لیکن
سامنے کبھی وہ میرے سرعام آتا نہیں
کچھ یوں پھیلی وحشت تنہائی گھر میں میرے
جھونکا ہوا کا یہاں کسی شام آتا نہیں
دوری سخن سے سہی نہ جائے گی عیاؔز
سوا اس کے ہم کو کوئی کام آتا نہیں

گراں اس سے زیادہ کچھ اور نہیں ہوتا
جتنا محبوب سے بچھڑنے کا غم ہوتا ہے
ادائے حسن جاناں کا کوئی رکھے حساب
پردے میں اس کے قہر و ظلم ہوتا ہے
محبت میں ہارے ہوئے انسان پہ عیاؔز
ہر بات کا اثر ذرا کم ہوتا ہے

کچھ تو شعائر محبت کا احترام کیجئے
شکوے محبت کے یوں نہ سرعام کیجئے
بس سنتے ہی رہیے افسانہ ہائے محبت
باقی قصوں کے سب قصے تمام کیجئے
بزم میں جو رہ جاتے ہیں تشنہ لب
نام ان کے اپنے حصے کے جام کیجئے
مرتبہ جو محبت میں قیس کو ملا ہے
دیا ہم کو بھی وہ مقام کیجئے
دامن میں آپکے ہوں خوشیاں ہر دم
غم آئے گر کوئی میرے نام کیجئے
خواہش ہے زندگی کی ہر صبح کی
محبوب کی گلیوں میں شام کیجئے
دیتے ہیں یہ اصلاح یاران عیاؔز
خوئے سخن چھوڑیئے کوئی کام کیجئے

ہوتا ہے جس گھڑی انتظار ہائے انتظار
آتش شوق دید میں ہی جل مرتے ہیں
تکلیف غم جہاں کا گماں کس کو ہے
تکلیف شب فراق سے ہم ڈرتے ہیں
جلتے ہیں شب بھر جب شمع کے ساتھ
روشن ان کی راہوں کو ہم کرتے ہیں
پردہ نہ گرایئے تصویر یار پر ازراہ کرم
رخ روشن کی ہر ادا کا ہم دم بھرتے ہیں

کلی چمن کی مسکرا رہی ہے آہستہ آہستہ
رنگ وفا بھی لا رہی ہے آہستہ آہستہ
دل کی ان کے نہ آنے کی امید
رستہ کیوں سجا رہی ہے آہستہ آہستہ
کس کے آ جانے سے دھڑکن دل کی آج
ٹھہر ٹھہر کر گا رہی ہے آہستہ آہستہ
صبح کی امید نے عزم کر دیئے ہیں بلند
شمع خود کو جلا رہی ہے آہستہ آہستہ

جو دھڑکن میں تیری رہا تھا وہ میں تھا
جو سانسوں میں تیری بسا تھا وہ میں تھا
کل صبح جو اچانک ہوا کے شریر جھونکے سے
آنچل جب تیرا اڑا تھا وہ میں تھا
راستے میں بار بار جب دامن وہ تمہارا
جس کانٹے سے اٹکا تھا وہ میں تھا
دیکھتے تھے سب تیری سراب نما یہ آنکھیں
ان آنکھوں میں جو درد بھرا تھا وہ میں تھا
راہ میں ہماری جب پھیلاتے تھے اپنی بانہیں
کنگن جو تیرا کھنکتا تھا وہ میں تھا
راہ محبت میں ہمدم تیری پائل کے گیت سنتا تھا
تیرے قدموں میں جو رستہ تھا وہ میں تھا
چوما جو تعظیماً دیوان عیاؔز کو تم نے
جو ہونٹوں سے تیرے لگا تھا وہ میں تھا

جس رت کے زخموں پر تھا وفا کا مرہم درکار
اس رت کے جانے پر لوٹ آئی وفا شناسی بھی
چہرہ میرے محبوب کا گویا چاند ہو جیسے
چاندنی بھی چھلکتی ہے اور اداسی بھی

آنچل بھی ان کا لال ہے دامن بھی اپنا لال
مہر و وفا کا ہے یا خون جگر کا ہے یہ رنگ
ہم کو مئے کا کہہ کر پلا دیا ہے جام
دیکھا نہیں تھا پہلے کبھی زہر کا ہے یہ رنگ
دل کی حالت ہوتی ہے ہائے شب فراق میں
جگنو گر کوئی چمکے تو لگے سحر کا ہے یہ رنگ
پرکھوں تو میرے ہر درد کی کرتا ہے یہ بات
دیکھوں تو فقط میرے انداز فکر کا ہے یہ رنگ

دیکھتے ہی ہم کو چھپا لیا چہرہ اس نے
وعدہ دیدار تھا دیدار کو ملا سرخ آنچل
اس محبت کے پجاری نے نبھائی ہے محبت اسطرح
لہو میں اپنے ڈبو کے دیا ہے پیار کو سرخ آنچل

عجب یہ طور دیکھے ہم نے اس پیار کے
آنسوؤں سے دیپ جلیں دل بے قرار کے
پھر محبت نے قربانی جاں کا تقاضا کیا
ابھی لوٹے تھے ہم اپنا دل و جگر وار کے

تاب ہے اگر آسماں میں تو کہو اس سے
میرا زخم دل و جگر بھر دے
پرواز کی طاقت بھی دے اس کو
تقدیر اگر کسی کو پر دے

ظاہر تھا ہم پہ یہ ساون سے پہلے
رنجشیں اور بڑھیں گی ساون کے بعد

کچھ گزرے ہوئے پل بھی کرنے پڑتے ہیں یاد
فقط آنے والے وقت کو رویا نہیں کرتے
جاگ اے دل کہ محبت کا بھرم رہے
محبت کرنے والے کبھی سویا نہیں کرتے

ایماں جنت کا محال ہے میرے لئے
اک پل خوشی کا خیال ہے میرے لئے
لمحہ بہ لمحہ دم گھٹتا رہے اب میرا
ہر سانس کی آمد جال ہے میرے لئے

آشنا درد سے کبھی ہو جایئے
اور کسی یاد میں پھر کھو جایئے
کل وقت ضرورت کام آئے گا وہ
آج بونے کا وقت ہے بو جایئے
نیند آتی نہیں ہے تنہائی میں

مئے کدے میں جا کر سو جایئے
کہیں ایسا نہ ہو چاند جلنے لگے
رات ڈھل جائے جب تو جایئے
آیئے کسی روز قبر عیاؔز پر
فرصت ملے تو کچھ رو جایئے

کبھی یوں بھی تو مراسم ہوا کرتے تھے
گل و بلبل کی طرح باہم ہوا کرتے تھے
گر کر ساغر کوئی ہاتھ سے گر ٹوٹ جاتا
ہمیں یاد ہے وہ برہم ہوا کرتے تھے
جن نگاہوں سے پڑیں آج دل پر گاؤ
یہی نین کبھی مرہم ہوا کرتے تھے
آنکھوں سے کوئی اشک بہتا نہ بہتا
دل و جگر میں تلاطم ہوا کرتے تھے
چھیڑ کر میری رگ سخن کو کچھ لوگ
حرف سچائی پہ پھر نادم ہوا کرتے تھے

یاروں سے کوئی پوچھے کہ یہ کیسی یاری ہے
مشکل وقت میں ساتھ چلنا کیوں قدم پہ بھاری ہے
دل سے کبھی جو امنڈتا ہے سخن والہانہ
دل کی کیا بات کریں یہ عقل سے عاری ہے
آنکھوں میں محبت اور گلے میں میرے بانہیں ہیں
ہاتھ میں تیرے خنجر ہے غرض کیا تمہاری ہے
خود ہی چلا آتا ہے زندگی سے خوشیاں مانگنے
وقت میرے در کا ایک ادنی سا بھکاری ہے
اکثر مگر دوستوں کی کرنی پڑتی ہے توہین
گو کہ عادت سچ بولنے کی بڑی ہی پیاری ہے

میرا خیال تیری زندگی کا عکس ہے
میرے الفاظ ترجماں ہیں ان جذبوں کے
جو کسی پل تھے ہمارے درمیاں رہے
اور جیسے پل گزرتے جاتے ہیں
میرے قلم کو اور بے چین کر دیتے ہیں
اور میں یہ سوچتا ہوں
کہ یہ الفاظ جو چند جمع کر رکھے ہیں
یہ داستاں جو ابھی نامکمل سی ہے
کہیں اس کی کہیں پہچان تو ہو
کہیں اس کا کوئی اک نام تو ہو
اور پھر میں اسے نام تیرے کرنے کا سوچتا ہوں
کیوں کہ ایک تجھی سے لفظ پا کر ایک تجھی کو لکھتا ہوں
مگر ڈرتا ہوں
کہ یہ داستاں جو ابھی ادھوری سی ہے
تیری شوخ طبیعت پہ گراں نہ گزرے
کہیں تیرے احساس کو ٹھیس نہ لگے
کہیں دل کو تیرے برا نہ لگے
یہ سوچ کر میں نے اس داستاں کو
دل ہی میں اپنے چھپائے رکھا
اور جب لکھا اس کو دل کے کاغذ پر
اک نام سا اس کو دے دیا
بے نام سی یہ داستاں ہے
گمنام سے الفاظ
اس داستاں کو اب پکاروں گا میں
یہ داستاں ہے بے نام

ایک درویش یہ بولا اے صاحب امارات
کس طرح سے گھسے گی تیرے سر میں یہ بات
کبھی فرصت ملے تو بندہ مزدور سے آ پوچھ
کس طرح سے کرتا ہے وہ اپنی گزر اوقات

کاٹے وہ چکر دفتروں کے مگر ایک نہیں چلتی
اندر کے پشیمانی دل سے باہر نہیں نکلتی
جلتا ہے دن بھر آتش جہاں میں وہ مگر
گھر کے چولہے میں اس کے پھر بھی آگ نہیں جلتی

دل میرے کا ٹکڑا کہیں ناسور نہ بن جائے
میری طرح سے یہ بھی مجبور نہ بن جائے
یہی دعا نکلتی ہے ہر مزدور کے لب سے
کہیں اس کا بچہ بھی مزدور نہ بن جائے

انساں کی عظمت کا نشاں تم بھول گئے ہو
انساں ہو کر انساں کی پہچاں تم بھول گئے ہو
آشنا ہے ہر نفس انسانیت کے جذبوں سے
مزدور بھی ہے آخر انساں تم بھول گئے ہو

کیا بتاؤں کہ یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے
کوئی روتا رہا ہے شب بھر آنسو چھپا چھپا کے

احمد فیصل ایاز

0342-6088477

اپنی آرا سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔۔۔احمد فیصل ایاز